سوال

(13) "میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا دروازہ ہے"

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ملتان سے احتشام الحق بذریعہ ای میل سوال کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ریڈیو ٹی وی پر یہ حدیث بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ''میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہے'' کیا یہ حدیث صحیح ہے اگر صحیح ہے تو اس کا کیا مطلب ہے ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہمارے ہاں بیشتر احادیث زبان زد خاص وعام ہیں لیکن اس کی استنادی حیثیت انتہائی مخدوش ہوتی ہے ان میں سے ایک یہ ہے جس کا سوال میں حوالہ دیا گیا ہے، اس روایت کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف مستدرک میں بیان کیا ہے ۔ (ج 3/ص 126)

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور ابو الصلت نامی راوی ثقہ اور باعث اطمینان ہے لیکن امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم کے بیان پر بایں الفاظ تبصرہ کیا ہے : ''بلکہ یہ روایت موضوع اور خود ساختہ ہے اور ابو الصلت راوی نہ ثقہ ہے اور نہ باعث اطمینان ۔ '' (تلخیص المستدرک : ج 3/ص 126)

اس روایت کے متعلق ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ امام حاکم کا اس طرح کی باطل روایات کو صحیح قرار دینا انتہائی تعجب انگیز ہے اور اس کا ایک راوی احمد تو دجال اور دروغ گو ہے، اس کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک یہ روایت ضعیف بلکہ موضوع ہے ۔ (احادیث القصاص : ص، 78)

خطیب بغدادی امام یحییٰ بن معین کے حوالہ سے اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ روایت جھوٹ کا پلندہ اور اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے ۔

یہ روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے اور اس کے تمام طرق بے کار ہیں امام جوزی نے اس روایت کے تمام طرق پر بڑی سیر حاصل بحث کی ہے جو تقریباً چھ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے انہوں نے عقلی اور نقلی لحاظ سے اسے بے بنیاد قرار دیا ہے، فرماتے ہیں یہ حدیث کسی بھی طریق سے صحیح ثابت نہیں ہے ۔ (موضوعات : ج 1 ص 353)

اس روایت کے دوسرے الفاظ حسب ذیل ہیں : ''میں دانائی کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے ۔'' (ترمذی : کتاب المناقب)

امام ترمذی اس روایت کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں غرابت اور نکارت ہے ۔ حافظ سخاوی، امام دار قطنی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث مضطرب ہونے کے ساتھ ساتھ بے بنیاد بھی ہے ۔ (المقاصد الحسنہ : ص 97)

اس روایت کے متعلق امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام ترمذی اور دیگر حضرات نے اسے بیان کیا ہے، ان کے بیان کرنے کے باوجود یہ محض جھوٹ ہے۔ (احادیث القصاص : ص78)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مذکورہ روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل بن موسیٰ سے، انہوں نے محمد بن عمر سے، انہوں نے شریک سے بیان کی ہے، مجھے معلوم نہیں ان میں سے کس نے اسے وضع کیا ہے۔ (میزان الاعتدال : ج3/ص698)

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ (الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ : ص648)

اگرچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کثرت طرق کی وجہ سے حسن کہا ہے لیکن ان کا فیصلہ محل نظر ہے کیونکہ کثرت طرق سے روایت میں پایا جانے والا معمولی سقم تو دور ہو سکتا ہے لیکن بنیادی کمزوری اس سے رفع نہیں ہوتی، چنانچہ محدث ابن الصلاح لکھتے ہیں : "کثرت طرق سے ضعف رفع نہیں ہوتا وہ یہ ہے کہ اس روایت میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔ (مقدمہ ابن الصلاح : ص31)

اس روایت کی سند میں صرف تہمت زدہ راوی نہیں بلکہ کذاب اور جھوٹے راوی موجود ہیں، محدث العصر علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے موضوع قرار دیا ہے اور اس کے تمام طرق پر بحث کر کے اس کا خودساختہ ہونا واضح کیا ہے۔ (ضعیف الجامع الصغیر : 1416)

اس روایت کے مقابلہ میں ایک صحیح روایت ملاحظہ ہو جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "کہ خواب میں میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، میں نے اس میں سے کچھ دودھ نوش کیا حتیٰ کہ اس کی سیرابی میرے ناخنوں سے ٹپکنے لگی، میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا : اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اس کی تعبیر علم ہے۔ (صحیح بخاری : کتاب تعبیر الرؤیا7006)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کو نیچا دکھانے کے لئے مذکورۃ الصدر روایت کو وضع کیا گیا ہے عرصہ ہوا کہ راقم نے اس روایت کی استنادی حیثیت ہفت روزہ اہلحدیث (31/مارچ1989ء) میں واضح کی تھی، اس کا دفاع سید شبیر حسین بخاری نے پندرہ روزہ ''ذوالفقار'' پشاور میں کیا۔ ان کے مبلغ علم سے قارئین اس دفاع کا اندازہ لگا سکتے ہیں، بخاری صاحب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ تمام قرآن حکیم کا لب لباب بسم اللہ میں ہے اور بسم اللہ کا اس کی ب میں اور ب کا اس کے نقطہ میں جو اس کے نیچے ہے اور وہ نقطہ میں ہوں " پندرہ روزہ ذوالفقار مجریہ16/اپریل 1989ء معتقدمین اور متوسلین کو خوش کرنے کے لئے تو اس طرح کی بے کار روایات سہارا بن جاتی ہیں لیکن علمی دنیا میں اس طرح کی روایات کا کوئی مقام نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاوی اصحاب الحدیث]

جلد:1 صفحہ:49